31781 ـ دھوكہ دينے والی كمپنی ميں كام كرنا، اور ايسی كمپنی ميں كام كرنے كا حكم جس كی بعض قسموں ميں مباح اور بعض ميں حرام كام ہوتے ہوں

سوال

ايك كمپنی جس ميں حلال اور حرام دونوں كام ہوتے ہيں اور مسروقہ اشياء فروخت كرتی اور دھوكہ ديتی ہے، كيا اس ميں كام كر كے تنخواہ لينی حلال ہے؟
اگر وہ اس كمپنی سے كام ترك كرتا ہے تو جو بھی كام كرے اس ميں ہی شرعی ممنوعات پائی جائينگی، لہذا اسے كيا كرنا چاہيے؟
كيا وہ اپنا كام كرتا رہے يا پھر كام چھوڑ كر بچوں كو بھوكا ركھے، بچوں كی ديكھ بھال كرنے والا كوئی نہيں ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اگر تو آپ كے كام سے ان كے دھوكہ و فراڈ اور چوری ميں كسی بھی طرح اور كسی بھی شكل ميں معاونت ہوتی ہو تو يہ كام جائز نہيں ہے.

كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالی كا فرمان ہے:

اور تم نيكی و بھلائی كے كاموں ميں ايك دوسرے كا تعاون كرتے رہا كرو، اور برائی گناہ اور ظلم و زيادتی ميں ايك دوسرے كا تعاون مت كروالمائدۃ (2).

ليكن اگر آپ كا كام حرام كاموں سے بعيد ہے، اور كمپنی كی اور بھی حصے ہيں جو حرام لين دين نہيں كرتے، تو كمپنی كے مباح كام والے حصہ ميں آپ كام كر سكتے ہيں، ليكن شرط وہی ہے كہ: حرام كام ميں كوئی معاونت نہ ہوتی ہو.

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ تعالی كہتے ہيں:

" سودی اداروں ميں ملازمت كرنی جائز نہيں، اگرچہ انسان چوكيدار، يا ڈرائيور ہی كيوں نہ ہو، اس ليے كہ اس كا سودی اداروں ميں ملازمت كرنے سے ان اداروں پر رضامندی لازم آتی ہے؛ كيونكہ جو كوئی كسی چيز كا انكار كرتا

ہے اس کے لیے اس چیز کی مصلحت میں کام کرنا ممکن نہیں، اور جب اس کی مصلحت میں کام کرے تو وہ اس سے راضی ہے، اور حرام چیز کی رضامندی سے اس کے گناہ کا حصہ بھی اسے ملے گا.

لیکن جو شخص خود لکھتا، اور احاطہ قید میں لاتا، اور وصول کرتا، اور جاری وغیرہ کرتا ہے، وہ بلا شك و شبہ ڈائریکٹ حرام کے لیے ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ:

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے، اور سود کھلانے والے، اور سود کے دونوں گواہوں، اور سود لکھنے والے پر لعنت فرمائی، اور فرمایا: یہ سب برابر ہیں"

دیکھیں: فتاوی اسلامیۃ (2 / 401).

آپ پر واجب ہے کہ حرام کام کرنے والی اقسام سے مالکوں کو منع کریں، اور انہیں یہ معاملات ترک کرنے کی نصیحت کریں، اور آپ پر یہ بھی واجب ہے کہ: اگر آپ استطاعت رکھتے ہوں تو خریداروں کو بھی نصیحت کریں، اور سامان میں پائے جانے والے عیب کے متعلق انہیں آگاہ کریں.

اور رہا مسئلہ کہ کوئی دوسرا کام ملتا ہی نہیں، تو یہ بات صحیح نہیں، اور یہ ایك شیطانی وسوسہ ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

اور جو کوئی بھی اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کے لیے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے، اور اسے رزق بھی وہاں سے دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا.

اس لیے مباح اور جائز کام بہت زیادہ ہیں، لھذا آپ اللہ تعالی پر بھروسہ کریں، اور اس پر توکل کرتے ہوئے حرام سے اجتناب کریں.

اور یہ کہ: بچے بھوکے مریں گے، ہم آپ سے پوچھنا چاہیں گے کہ کیا ان کا بھوکا مرنا افضل ہے۔ اگر ان کی موت فرض کر لی جائے۔ یا کہ آپ ان کی وجہ سے آگ میں داخل ہو جائیں؟ !

پھر اللہ تعالی تو وہ ذات ہے جس نے انہیں پیدا فرمایا، اور ان کا رزق بھی اپنے ذمہ لیا، جیسا کہ مندرجہ ذیل فرمان باری تعالی میں ہے:

اور آسمان میں تمہارا رزق ہے، اور وہ بھی جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جا رہا ہے.

اور ایك مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

اور تم اپنی اولاد کو فقر و تنگ دستی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم انہیں اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں، بلا شبہ انہیں قتل کرنا بہت بڑی غلطی ہے.

اور پھر اللہ تعالی نے تو ہر انسان کا رزق اس کے ماں کے پیٹ سے باہر آنے سے قبل کا ہی لکھ دیا ہے، لھذا آپ عرش عظیم کے مالك سے فقر اور تنگ دستی سے نہ ڈریں، لیکن اگر ڈرنہ ہی ہے تو پھر اپنے نفس امارہ سے ڈریں جو برائی پر ابھارتا اور فتنوں ومعاصی اور گناہوں کی جرات دلاتا ہے، اور آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد رکھیں:

" جو گوشت بھی حرام (کھا کر) پلا اور زیادہ ہوا ہو اس کے لیے آگ زیادہ اولی اور بہتر ہے"

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے ترمذی میں (614) روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ترمذی میں صحیح کہا ہے.

حدیث میں لفظ " یربو" کا معنی زیادہ ہونا اور بڑھنا ہے.

اور" سحت" حرام کو کہتے ہیں.

ذیل میں ہم خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی کی سیرت کے چند ایك واقعات پیش کرتے ہیں:

ایك بار عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کے پاس مسلمانوں کے بیت المال کے لیے کچھ سیب آئے تو ان کے چھوٹے بیٹے نے ایك سیب لے لیا، تو عمر نے اس کے ہاتھ سے بہت شدت کے ساتھ وہ سیب چھینا کہ بیٹا روتا ہوا ماں کے پاس چلا گیا، تو ماہ نے بازار سے بچے کے لیے سیب خرید کر دیا، جب عمر واپس آئے اور گھر میں داخل ہوئے تو سیب کی خوشبو محسوس کی تو کہنے لگے:

اے فاطمہ، کیا تو نے اس مال سے کچھ لیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا نہیں، اور انہیں بتایا کہ اس نے اپنے بیٹے کے لیے اپنے مال سے سیب خریدا ہے.

تو عمر رحمہ اللہ تعالی کہنے لگے:

اللہ کی قسم، میں نے اس سے سیب چھینا تو ایسے لگا کہ میں نے اپنے دل سے چھینا ، لیکن میں نے یہ ناپسند کیا کہ مسلمانوں کے مال سے ایك سیب کے سبب اللہ تعالی کے سامنے اپنے آپ کو ضائع کردوں.

دیکھیں: مناقب عمر بن عبد العزیز (190).

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی ایك دن عشاء کی نماز کے بعد اپنی بیٹیوں کو سلام کرنے گئے، جب ان کی بیٹیوں کو محسوس ہوا تو انہوں نے اپنے مونہوں پر ہاتھ رکھ لیے اور ان سے دور ہو گئیں، تو عمر رحمہ اللہ تعالی نے ان کی دیکھ بھال کرنے والی عورت سے کہا: انہیں کیا ہوا؟

تو اس نے جواب دیا: ان کے پاس رات کا کھانا کھانے کے لیے سوائے دال اور پیاز کے کچھ نہ تھا، تو انہوں نے ناپسند کیا کہ آپ ان کے مونہہ کی بو سونگھیں، تو عمر رحمہ اللہ تعالی رونے لگے، اور پھر اپنی بیٹیوں کو کہنے لگے: میری بیٹیو: تمہیں اس کا کوئی نفع اور فائدہ نہ ہو گا کہ طرح طرح اور انواع اقسام کے کھانے کھاؤ اور تمہارے باپ کو جہنم کی آگ میں جانے کا حکم ہو، تو بیٹیاں بھی بلند آواز میں رونے لگیں.

دیکھیں: عمر بن عبد العزیز، تالیف ڈاکٹر برنو (142)

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی جب مرگ الموت میں تھے تو انہیں کہا گیا کہ تم اپنی اولاد کو فقر کی حالت کر چھوڑ رہے ہو یہ اچھی بات نہیں، ان کی اولاد میں دس بیٹوں سے زیادہ تھے، انہیں بلایا، اور انہیں دیکھ کر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اور پھر کہنے لگے:

میرے بیٹو: تمہارے والد کو دو چیزوں کے مابین اختیار دیا گیا ہے، یا تو تم مالدار بن جاؤ اور تمہارا باپ آگ میں جائے، یا پھر تم فقیر اور تنگ دست رہو اور تمہارا باپ جنت میں داخل ہو, لھذا تمہارا فقر اور تنگ دست رہنا اور تمہارے والد کا جنت میں داخل ہونا اسے اس سے زیادہ محبوب تھا کہ تم مالدار بنو اور تمہارا والد آگ میں جائے، جاؤ اللہ تعالی تمہاری حفاظت کرے اور تمہیں بچائے.

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے.

واللہ اعلم .